فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۰۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حکم بن عتیبہ، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور ابن عیینہ کی مجاہد بن جبر مکی سے تفسیری روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام مجاہد سے حکم، لیث، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور ابن عیینہ رحمہم اللہ کی تفسیر کتاب سے ہوتی ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعِ التَّفْسِيرَ مِنْ مُجَاهِدٍ أَحَدٌ غَيْرُ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ وَأَخَذَ الْحَكَمُ وَلَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ مِنْ كِتَابِهِ وَلَمْ يَسْمَعُوا مِنْ مُجَاهِدٍ.

''مجاہد بن جبر مکی رحمہ اللہ سے تفسیر کا سماع قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔ حکم بن عتیبہ، لیث بن ابی سلیم، ابن ابی نجیح، ابن جریج اور سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ نے تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کی ہے، انہوں نے مجاہد سے سماع نہیں کیا۔''

(الثقات : 331/7)

سوال: کیا گھر سے نکلتے وقت کی دعا: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثابت ہے؟

(جواب): یہ دعا سنن ابی داود (۵۰۹۵) میں مذکور ہے۔اس کی سند ضعیف ہے۔ابن جریج مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّ ابْنَ جُرَيجٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ إِسْحَاقَ .

''درست یہی ہے کہ ابن جریج نے یہ حدیث اسحاق بن عبداللہ سے نہیں سنی۔''

(عِلَل الدّارقطني : 2346)

مختارہ (۱۵۴۰) میں أَخْبَرَنِي وہم ہے۔

(سوال): اعمش کی ابوصالح سمان سے ''عن'' والی روایت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اعمش مدلس ہیں، ان کی ابوصالح سے ''عن'' والی روایت ضعیف ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ اعمش کی ابوصالح سے ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ الْأَعْمَشُ بِالْيَقِينِ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا سَمِعَهٗ مِنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ .

''یہ حدیث اعمش نے ابوصالح سے یقیناً نہیں سنی، بلکہ ایک واسطے سے سنی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ :430/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا أُرَاهُ سَمِعَهٗ مِنْهُ .

''میرا نہیں خیال کہ اعمش نے یہ حدیث ابوصالح سے سنی ہو۔''

(السّنن الكبرىٰ : 127/3)

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَذْكُرُ أَنَّ الْأَعْمَشَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي صَالِحٍ وَإِنَّمَا أَخَذَهُ عَنْ رَجُلٍ مَجْهُولٍ عَنْهُ.

''بعض نے ذکر کیا ہے کہ اعمش نے یہ حدیث ابوصالح سے نہیں سنی، بلکہ ایک مجہول شخص کے واسطہ سے لی ہے۔''

(شرح مشكل الآثار : 432/5)

معلوم ہوا کہ اعمش کی ابوصالح سمان سے ''عن'' والی روایت کو اتصال پر محمول کرنا درست نہیں۔

سوال: ابن لہیعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عبداللہ بن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى خِفَّةِ ضَبْطِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسِنِينَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ موت سے کچھ سال قبل ابن لہیعہ کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔''

(شرح علل التّرمذي :109/1)

❁ حافظ عبدالغنی بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَوَى الْعَبَادَلَةُ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، فَهُوَ صَحِيحٌ.

''جب عبداللہ بن لہیعہ سے عبادلہ (جن کے نام عبداللہ ہوں) بیان کریں، تو روایت صحیح ہوتی ہے۔''

(منتخب المنثور من الحكايات والسؤالات لابن طاهر المقدسي، ص 393،

وسندہ صحیحٌ)

سوال: تقلید کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: تقلید اُصول وفروع میں بالا جماع باطل ہے۔

❁ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا أَنَّ التَّقْلِيدَ لَيْسَ بِعِلْمٍ، وَالْمُقَلِّدُ لَيْسَ بِعَالِمٍ .

''پہلے اور بعد والے تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں۔''

(العواصم والقواصم : 123/3)

❁ علامہ ابو القاسم، محمود بن حمزہ، کرمانی رحمہ اللہ (۵۳۱ھ) سورت اعراف کی آیت (۱۷۳) کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ التَّقْلِيدَ فِي التَّوْحِيدِ كُفْرٌ .

(لُباب التّفاسير، ص 470)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ النَّاسِ أَنَّ التَّقْلِيدَ لَيْسَ بِعِلْمٍ، وَأَنَّ الْمُقَلِّدَ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ عَالِمٍ .

''لوگوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں، نیز مقلد کو عالم نہیں کہا جاسکتا۔''

(إعلام المؤقعين : 86/2)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ إِذَا عَرَفَ الْحَقَّ لَا يَجُوزُ لَهٗ تَقْلِيدُ أَحَدٍ

فِي خِلَافِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص حق کو جان لے، تو اس کے لیے کسی کی تقلید میں حق کی مخالفت جائز نہیں۔''

(مجموع الفتاوی : 71/7)

سوال: قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرعہ اندازی بالا جماع جائز ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) نقل کرتے ہیں:

اَلْعَمَلُ بِالْقُرْعَةِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ .

''قرعہ اندازی کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 45/4)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِعْمَالِهَا فِي الْقِسْمَةِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ تقسیم میں قرعہ اندازی جائز ہے۔''

(المُغني : 321/10، التّنبيه على مشكلات الهداية لابن أبي العز : 557/4)

سوال: نابالغ کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغ کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو یزید جرمی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم لوگوں کی گزر گاہ پر موجود پانی کے پاس رہتے تھے، چنانچہ ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ یہ دین کیسا ہے؟ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے

فرمایا: میرے والد اپنے محلے کے لوگوں کی طرف سے اسلام کی معلومات لینے گئے، تو جب تک اللہ تعالی نے چاہا نبی کریم ﷺ کے پاس رہے، پھر جب واپس آئے، تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں ایک سچے رسول کے پاس سے آ رہا ہوں۔ پھر فرمایا: وہ آپ کو فلاں فلاں کاموں کا حکم دیتے ہیں اور فلاں فلاں کاموں سے روکتے ہیں، نیز یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو، تو ایک آدمی اذان کہے، پھر وہ امامت کرائے، جو آپ میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو، ہمارے محلے والوں نے غور کیا، تو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا کسی کو نہ پایا، کیوں کہ میں قافلے والوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھے آگے (کھڑا) کر دیا، میں چھ برس کی عمر میں انہیں نماز پڑھاتا رہا۔''

(صحيح البخاري: 4302)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لِلشَّافِعِيَّةِ فِي إِمَامَةِ الصَّبِيِّ الْمُمَيِّزِ فِي الْفَرِيضَةِ وَهِيَ خِلَافِيَّةٌ مَشْهُورَةٌ وَلَمْ يُنْصِفْ مَنْ قَالَ إِنَّهُمْ فَعَلُوا ذٰلِكَ بِاجْتِهَادِهِمْ وَلَمْ يَطَّلِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ لِأَنَّهَا شَهَادَةُ نَفْيٍ وَلِأَنَّ زَمَنَ الْوَحْيِ لَا يَقَعُ التَّقْرِيرُ فِيهِ عَلٰى مَا لَا يَجُوزُ كَمَا اسْتَدَلَّ أَبُو سَعِيدٍ وَجَابِرٌ لِجَوَازِ الْعَزْلِ بِكَوْنِهِمْ فَعَلُوهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ مَنْهِيًّا عَنْهُ لَنُهِيَ عَنْهُ فِي الْقُرْآنِ.

''یہ حدیث شوافع کی دلیل ہے کہ باشعور بچہ فرائض میں امام بن سکتا ہے۔ یہ اختلاف مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ (جن) صحابہ نے (سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا، انہوں نے) ایسا اپنے اجتہاد سے کیا اور اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ یہ بات مبنی بر انصاف نہیں، کیونکہ ایک تو یہ ایسی بات کی گواہی ہے، جس کا ثبوت نہیں، دوسرا یہ کہ وہ نزول وحی کا زمانہ تھا، اس زمانہ میں کسی بھی ناجائز کام پر ثابت رہنا ممکن نہیں، جیسا کہ سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما نے عزل کے جواز پر دلیل یہ دی کہ صحابہ عہد نبوی میں ایسا کرتے تھے، اگر یہ ممنوع کام ہوتا، تو قرآن (وحی) میں اس سے منع کر دیا جاتا۔''

(فتح الباري: 23/8)

سوال: جس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں، اس کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب: جس کی نماز جنازہ میں (موحدین کی) تین صفیں جمع ہو جائیں اور وہ میت کے لیے بخشش مانگیں، تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

❁ سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا أَوْجَبَ، قَالَ: فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

''جس مسلمان میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ (راوی کہتے ہیں:) سیدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ

جنازہ میں افراد کم ہیں، تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے، تاکہ حدیث کی فضیلت حاصل ہو جائے۔''

(سنن أبي داود : 3166، سنن التّرمذي : 1049، مسند الروياني : 1537، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ **اور حافظ نووی** رحمہ اللہ **(المجموع : ۵/۲۱۲)** نے ''حسن'' کہا ہے۔ **امام حاکم** رحمہ اللہ **(۱/۳۶۱)** نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: فاسق اور گمراہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: فسق کا تعلق عمل سے ہے اور گمراہی کا تعلق دل سے۔ فاسق اس کو کہتے ہیں، جو کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرے۔ اور گمراہ اسے کہتے ہیں، جو گناہ کو گناہ نہ سمجھے، اگرچہ وہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

مثلاً ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے، اگر وہ ڈاڑھی کے وجوب کا قائل ہو۔ اور جو شخص ڈاڑھی کے وجوب کا ہی منکر ہو، وہ گمراہ ہے، خواہ اس نے خود ڈاڑھی رکھی ہو، یا نہ رکھی ہو۔

سوال: اگر شوہر کا چہرہ مسخ ہو جائے، تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: نکاح نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا عمرہ کی نذر مانی جاسکتی ہے؟

جواب: عمرہ نیکی ہے، ہر نیکی کی نذر مانی جاسکتی ہے۔

سوال: کسی مسلمان کو ابوجہل سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟

جواب: درست نہیں، البتہ اس سے تکفیر لازم نہیں آتی، تا آنکہ وہ صراحت کرے۔

سوال: اغلام بازی کی کیا سزا ہے؟

جواب: اغلام بازی کی سزا قتل ہے، خواہ فاعل شادی شدہ ہو، یا غیر شادی شدہ۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (٦٢٠ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى قَتْلِهِ .

''صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ لوطی کو قتل کیا جائے گا۔''

(المُغني : 61/9)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ أَنْ يُقْتَلَ الِاثْنَانِ الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلُ سَوَاءٌ كَانَا مُحْصَنَيْنِ أَوْ غَيْرَ مُحْصَنَيْنِ .

''صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ فاعل ومفعول دونوں کو قتل کیا جائے گا، چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔''

(السّیاسة الشّرعیّة، ص 84)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

حُتِّمَ قَتْلُ اللُّوطِيِّ حَدًّا، كَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَلَّتْ عَلَيْهِ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّحِيحَةُ الصَّرِيحَةُ الَّتِي لَا مُعَارِضَ لَهَا، بَلْ عَلَيْهَا عَمَلُ أَصْحَابِهِ وَخُلَفَائِهِ الرَّاشِدِينَ .

''لوطی کی حد تو حتمی ہے، جیسا کہ اس پر اصحاب رسول کا اجماع ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح سنت بھی اس پر دلالت کناں ہے، ایسی سنت جس کا کوئی معارض نہیں، بلکہ اس پر صحابہ وخلفائے راشدین کا عمل رہا ہے۔''

(الدّاء والدّواء، ص 396)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی أَنَّ حُكْمَ التَّلَوُّطِ مَعَ الْمَمْلُوكِ كَحُكْمِهٖ مَعَ غَيْرِهٖ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غلام کے ساتھ لواطت کا بھی وہی حکم ہے، جو آزاد کے ساتھ لواطت کا حکم ہے۔''

(الجواب الكافي، ص 124)

سوال: ایک شخص لوگوں میں فساد بپا کراتا ہے، انہیں قتل کراتا ہے، چوری اور ڈاکہ زنی کرواتا ہے، ریاست کے منع کرنے کے باوجود باز نہیں آتا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص فساد فی الارض کا مرتکب ہے۔ ریاست اسے کوئی بھی سزا سنا سکتی ہے۔ اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق اس کی سزا مقرر کی جا سکتی ہے۔

سوال: جادو کی سزا کیا ہے؟

جواب: جادو کی بعض اقسام کفر ہیں، ان سے آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جادو کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے، چنانچہ سات ہلاک کر دینے والے گناہوں کے تذکرہ میں شرک کے بعد جادو کو بیان کیا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

''جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

جادوگر کی بات کی تصدیق کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، تو خود جادوگر بالاولیٰ کافر ہوگا۔

✿ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو ایک جامع لفظ ہے، جو مختلف معانی کو شامل ہے، جادوگر سے کہا جائے گا کہ وہ جس چیز کے ساتھ جادو کرتا ہے، اسے بیان کرے، اگر اس میں صریح کفریہ کلام ہو، تو اسے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کر لے، تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مالِ فے کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے، لیکن اگر وہ ایسا کلام ہو، جو کفریہ نہ ہو اور غیر معروف ہو، اس سے کسی کو نقصان نہ دیا ہو، تو اسے اس کام سے منع کر دیا جائے، اگر دوبارہ ایسا کرے، تو تعزیری سزا دی جائے اور اگر وہ کوئی ایسا عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے، تو اسے تعزیزی سزا دی جائے اور اگر وہ جان بوجھ کر ایسا عمل کرے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے اور جادوگر خود کہے کہ میں نے اسے قتل کا ارادہ کیا تھا، تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا، ہاں اگر مقتول کے اولیا دیت لینا چاہیں، تو دیت لے لیں۔''

(الأمّ :391/1)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ جادو کا حکم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کبھی جادو کفر ہوتا ہے اور کبھی کفر نہیں، بلکہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے، اگر تو اس میں کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو کفر کو مستلزم ہے، تو اس صورت میں یہ جادو کفر ہوگا،

ورنہ نہیں، رہا اس کا سیکھنا اور سکھانا، تو یہ حرام ہے، اگر یہ کفر کو متضمن ہو، تو کفر ہے، ورنہ نہیں، جب اس میں کوئی کفریہ کلام نہ ہو، تو اس کے مرتکب کو تعزیری سزا دے کر توبہ کروائی جائے گی۔''

(شرح مسلم : 176/14)

❁ علامہ شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّحْقِيقُ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ هُوَ التَّفْصِيلُ : فَإِنْ كَانَ السِّحْرُ مِمَّا يُعَظَّمُ فِيهِ غَيْرُ اللّٰهِ كَالْكَوَاكِبِ، وَالْجِنِّ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُؤَدِّي إِلَى الْكُفْرِ فَهُوَ كُفْرٌ بِلَا نِزَاعٍ، وَمِنْ هٰذَا النَّوْعِ سِحْرُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ الْمَذْكُورُ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهٗ كُفْرٌ بِلَا نِزَاعٍ، كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾(البقرة : ١٠٢)، وَإِنْ كَانَ السِّحْرُ لَا يَقْتَضِي الْكُفْرَ كَالِاسْتِعَانَةِ بِخَوَاصِّ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ مِنْ دِهَانَاتٍ وَغَيْرِهَا فَهُوَ حَرَامٌ حُرْمَةً شَدِيدَةً وَلٰكِنَّهٗ لَا يَبْلُغُ بِصَاحِبِهِ الْكُفْرَ .

''اس مسئلہ میں تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی تفصیل کی جائے گی، اگر جادو ایسا کلام ہے، جس میں غیر اللہ کی تعظیم ہو، مثلاً ستاروں اور جنوں وغیرہ کی، جو کفر تک لے جاتا ہے، تو یہ لامحالہ کفر ہے، ہاروت اور ماروت کا جادو (جو اس قوم کے لیے آزمائش تھا) اسی طرح کا تھا، جیسا کہ سورت بقرہ میں مذکور ہے، یہ بلا

شبہ کفر تھا، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾(البقرة : ١٠٢)''سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ ان شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''اور اگر جادو کفر کا متقاضی نہ ہو، جیسے بعض چیزوں مثلاً تیل وغیرہ کی خاصیات سے مدد چاہنا، تو یہ سخت حرام ہے، لیکن یہ اپنے مرتکب کو کافر نہیں بناتا۔''

(أضواء البَيان : 456/4)

۞ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جادو دو طرح سے شرک ہے، ایک تو شیطانوں سے مدد لینے کے لیے ان کے مطالبات مانے جاتے ہیں اور دوسرے اس میں علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، یہ شرک و کفر کی ایک منزل ہے۔''

(القول السّديد، ص 74)

۞ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾(النّساء : ٥١)

''وہ (بعض اہل کتاب) جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔'' میں ''جبت'' سے مراد کاہن اور ''طاغوت'' سے مراد جادوگر ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 975/3، وسندهٗ حسنٌ)

۞ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

(تفسير الطّبري : 9786، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ ابو العالیہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کے نزدیک ''جبت'' سے مراد جادوگر اور

''طاغوت'' سے مراد کاہن ہے۔

(تفسير الطّبري : 9779، 9780، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طاغوت'' سے مراد کاہن ہیں۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 976/3، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): کیا سفر میں قضا ہونے والے نماز حضر میں بھی قصر ہی پڑھی جائے گی؟

(جواب): جو نماز سفر میں قضا ہو جائے، تو اس کی ادائیگی قصر کی صورت میں ہو گی، خواہ سفر میں ادا کرے یا سفر ختم ہونے کے بعد ادا کرے۔

(سوال): رکوع میں یاد آیا کہ سورت پڑھی ہی نہیں، تو کیا سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی؟

(جواب): اگر سورت فاتحہ پڑھی ہے اور بعد والی سورت رہ گئی، تو کوئی حرج نہیں، نماز مکمل ہے، اس پر سجدہ سہو نہیں۔ البتہ اگر سورت فاتحہ بھی نہیں پڑھی، تو دوبارہ رکعت پڑھی جائے گی، کیونکہ ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

(سوال): امام دو رکعتوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کرتا ہے، کیا مسبوق (جس نے ایک یا زائد رکعات رہ جائیں) بھی کرے گا؟

(جواب): مسبوق اپنی تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرے گا، نہ کہ امام کی تیسری رکعت سے اُٹھتے وقت۔

❀ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ ...... إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذٰلِكَ

ابْنُ عُمَرَ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب دو رکعت کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے ، تو رفع الیدین کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع بیان کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 739)

اس کے علاوہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ دو رکعت سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے، یہ ضابطہ ہے۔ لہٰذا جب مسبوق کی تیسری رکعت ہوگی، تو وہ رفع الیدین کرے گا، نہ کہ جب امام کی تیسری ہوگی۔ یاد رہے کہ ہر اس قول وفعل میں امام کی اقتدا ہے، جس پر نص وارد ہو جائے، مثال کے طور پر جب تک امام ایک حالت سے دوسرے میں داخل نہ ہو، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ دوسری بات کہ رفع الیدین میں امام سے پہل ہو سکتی ہے، مثلاً امام سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑا ہو، تو مقتدی قومہ میں امام سے پہلے رفع الیدین کر سکتا ہے، البتہ رکوع سے سر اسی وقت اُٹھائے گا، جب امام سر اُٹھا لے۔ اسی طرح دو رکعتوں کے بعد والا رفع الیدین ہے۔ لاحق امام سے پہلے کھڑا نہیں ہو سکتا، امام کھڑا ہو جائے، تب کھڑا ہو گا، مگر رفع الیدین امام سے پہلے کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسبوق کا تیسری رکعت کے لیے رفع الیدین کا معاملہ ہے۔ مطلب کہ اس رفع الیدین میں امام کی اقتدا نہیں، کیونکہ رفع الیدین دو رکعتوں کے بعد ہے، جبکہ مسبوق نے ابھی دو رکعتیں ادا ہی نہیں کیں، لہٰذا وہ امام کے ساتھ رفع الیدین نہیں کرے گا، بلکہ جب اس کی اپنی دو رکعتیں ہو جائیں گی، تو رفع الیدین کرے گا، خواہ امام کی اس وقت چوتھی رکعت ہو۔

سوال : دو رکعت نفل کی نیت کی، قعدہ کے بعد دو رکعت بھول کر مزید پڑھ لیں، تو کیا

اس پر سجدہ سہو ہے؟

(جواب): سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

(سوال): امام نے اس گمان پر سجدہ سہو کر لیا کہ اسے سہو ہو چکا ہے، مگر حقیقت میں سہو نہیں ہوا تھا، تو اب نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مقتدی اور امام دونوں کی نماز درست ہے۔

(سوال): قعدہ اولیٰ میں دو مرتبہ تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

(جواب): سجدہ سہو نہیں۔ ایک سے زائد مرتبہ بھی تشہد پڑھا جا سکتا ہے۔

(سوال): کیا سورت فاتحہ کو دو مرتبہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے؟

(جواب): نہیں۔

(سوال): امام بھول گیا، سجدہ سہو کیا، کیا مسبوق بھی کرے گا؟

(جواب): جی ہاں، امام کی اقتدا میں سجدہ سہو کرے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ .

''امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تا کہ اس کی اقتدا کی جائے۔''

(صحيح البخاري : 688، صحيح مسلم : 412)

(سوال): مسبوق، امام کا آخری تشہد عبدہ ورسولہ تک پڑھے گا یا زائد بھی پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): دونوں طرح درست ہے، عبدہ ورسولہ تک بھی پڑھ سکتا ہے اور اس سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔ جس طرح لاحق پہلا تشہد عبدہ ورسولہ تک بھی پڑھ سکتا ہے اور مکمل تشہد بھی پڑھ سکتا ہے۔

سوال:مسبوق قعدہ اولیٰ میں جوں ہی ملا،امام کھڑا ہو گیا،تو کیا وہ التحیات مکمل کر کے اُٹھے گا یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا؟

جواب:امام کی اقتدا میں کھڑا ہو جائے گا، کیونکہ وہ امام کے تابع ہے، اسی طرح اگر آخری تشہد میں ملا،تو تشہد مکمل ہونے سے پہلے ہی امام نے سلام پھیر دیا،تو کھڑا ہو جائے گا اور بقیہ نماز مکمل کرے گا۔اس پر یہ تشہد پڑھنا ضروری نہیں۔

سوال:مسبوق،امام کی ایک رکعت گزر جانے کے بعد شامل ہوا اور امام کو سہو ہوا اور اس نے چار کی بجائے پانچ رکعات پڑھا دیں،اب مسبوق کی چار رکعتیں ہو گئیں،امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ وہ بھی سلام پھیر دے گا یا کھڑا ہو کر ایک رکعت ادا کرے گا؟

جواب:امام کے ساتھ سلام پھیر دے گا، کیونکہ اس کی چار رکعت مکمل ہو گئیں۔امام کی بھول میں اس کی اقتدا درست ہے۔

سوال:امام بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا،تو کیا پانچویں رکعت میں ملنے والے مسبوق کی اقتدا درست ہے؟

جواب:جی ہاں، درست ہے،مسبوق وہ رکعت شمار کرے گا۔

سوال:امام بھول کر آخری قعدہ کے بعد کھڑا ہو گیا، کیا مسبوق بھی کھڑا ہو گا؟

جواب:جی ہاں،مسبوق امام کے تابع ہے،لہٰذا وہ بھی امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا۔جب تک امام سلام نہیں پھیرتا،مسبوق اس کی اقتدا سے نہیں نکل سکتا۔

سوال:امام بھول گیا،سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کیا، کیا مسبوق بھی سجدہ سہو کرے گا؟

جواب:جی ہاں،مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا، چاہے امام کے سہو کے وقت وہ اقتدا میں تھا، یا نہیں تھا۔

(سوال): مسبوق نماز میں شامل ہوا، وضوٹوٹ گیا، وضو کیا، اس دوران جماعت مکمل ہوگئی، کیا کرے گا؟

(جواب): اگر اس دوران کلام نہیں کیا، تو جہاں سے چھوڑی تھی، وہاں سے شروع کر دے گا اور اگر درمیان میں کلام کیا، تو نئے سرے سے نماز پڑھے گا۔

(سوال): امام آخری تشہد میں ہے، مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی، قعدہ میں بیٹھنے سے پہلے ہی امام نے سلام پھیر دیا، کیا اقتدا ہوگئی؟

(جواب): امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اگر تکبیر تحریمہ کہہ دی، تو اقتدا ہوگئی۔

(سوال): مسبوق اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیر دے، تو کیا کرے؟

(جواب): مسبوق اگر امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیر دے، تو یاد آنے پر نماز مکمل کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔ اگر مسبوق جان بوجھ کر سلام پھیر دے، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(سوال): امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق بقیہ نماز پڑھ رہا تھا، تو ایک شخص آ کر اس کی اقتدا میں کھڑا ہو گیا، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

(جواب): ایسا کرنا جائز ہے۔ مسبوق امامت کی نیت کر لے گا۔ یہ کہنا کہ مسبوق واجب الانفراد ہوتا ہے، امام نہیں بن سکتا، درست نہیں۔

(سوال): اگر مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات بھول جائے، تو کیا کرے؟

(جواب): عام بھولنے والے کی طرح کوشش کر کے یقین پر بنیاد ڈالے گا۔

(سوال): کیا مسبوق جہری نمازوں کی فوت شدہ رکعت میں جہر کر سکتا ہے؟

(جواب): مسبوق اس صورت میں منفرد کے حکم میں ہے۔ منفرد فرائض و نوافل میں

جہر کر سکتا ہے۔

(سوال): مغرب کی نماز کی دو رکعت چھوٹ گئیں، انہیں کیسے ادا کرے گا؟

(جواب): امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لیے بیٹھے گا، پھر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گا۔

(سوال): وتر کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا بھول گیا، تو کیا سجدہ سہو لازم آئے گا؟

(جواب): سورت فاتحہ پڑھی ہے اور سورت ملانا بھول گیا، تو کوئی حرج نہیں، نماز مکمل ہے، اس پر سجدہ سہو نہیں۔

(سوال): تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر پہلے تشہد میں ایسا ہوا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی اور اگر دوسرے تشہد میں کلمات تشہد کی جگہ سورت فاتحہ پڑھ لی، تو نماز مکمل نہیں، اس پر اعادہ ہے۔

(سوال): ایک شخص نے تشہد، درود اور دعا پڑھی، سلام نہ پھیرا اور ایسے ہی کھڑا ہو گیا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بھول سے ہوا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی۔ جان بوجھ کر کیا، تو نماز باطل ہے، اعادہ واجب ہے۔

(سوال): عشاء کی تیسری رکعت میں ایک دو آیات بھول کر جہری تلاوت کر لیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، اس پر سجدہ سہو نہیں، عمداً بھی ایک دو آیات جہری پڑھی جا سکتی ہیں، رسول اللہ ﷺ ایسا کر لیتے تھے۔

(صحيح البخاري : 759، صحيح مسلم :451)

سوال: کھانسی وغیرہ کی وجہ سے قرأت میں تاخیر ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: بھول کر تین سجدے کر لیے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

سوال: بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ تشہد کے بجائے قرأت شروع کر دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی قرأت کا وہی حکم ہے، جو کھڑا ہو کر قیام کرنے والے کا ہے، تو جس طرح کھڑا ہونے والا تشہد بھول کر قیام کے لیے کھڑا ہو جائے، تو اس پر سجدہ سہو ہے، اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بھی تشہد بھول کر قرأت شروع کر دے، تو وہ سجدہ سہو کرے گا۔

سوال: قنوت وتر کی بجائے سورت فاتحہ یا تشہد پڑھ لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز درست ہے، سہو کر لے۔

سوال: کیا نماز میں سکوت اختیار کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں۔

سوال: رکوع بھول گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: رکوع بھول گیا، تو مکمل رکعت دوبارہ پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔